السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدعیان عمل بالحدیث کا ایک گروہ مرغ کی قربانی کو مشروع اور صحابہ کرام کا معمول بہ قرار دیتا ہے۔ اوران میں سے بعض لوگ بقرہ عید کو مرغ کی قربانی کرتے ہیں۔ اوراس میں احیاء سنت کا ثواب جانتے ہیں۔ اورکہتے ہیں کے امام ابن حزم جوبڑے عظیم الشان محدث فقیہ مجدد وقت فخرالندلس تھے۔ اس کے مجوزتھے۔ کیا یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے؟ اگر صحیح ہے تو قرآن وسنت میں اس کا ثبوت کیا ہے۔ اورجماعت اہل حدیث کا اس پر عمل کیوں نہیں ہے۔ بلکہ بعض اہل حدیث علماءاُس کو منع کرتے ہیں۔

<u>قرآن، 1۔ عموم سے مرادیہ آیت ہے۔</u>

<u>(اس عہد کی تمام سواریوں کا زکر کر کے فرمایا پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے۔ (الراقم علی محمد سعیدی</u>

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمدللہ رب العالمین۔ امابعد فاقول وباللہ التوفیق۔ واضح ہوکہ قرآن کریم سورۃ حج میں ہے کہ

یعنی ہر امت کیلیئے ہم نے زبح مناسک کے طریقے مقررکیئے ہیں۔ تاکہ وہ جوچوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں۔ جواللہ نے ان کو دے رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس

<u>آیت کریمہ میں قربانیوں کیلیئے 1، ۔ عموم سے مرادیہ آیت ہے۔ قرآن</u>

<u>(اس عہد کی تمام سواریوں کا زکر کر کے فرمایا پیدا کرے گا وہ سواریاں جو تم نہیں جانتے۔ (الراقم علی محمد سعیدی</u>

کا زکر فرمایا ہے۔ **بہیمۃ الانعام** اطلاق قرآن وحدیث کی زبان میں بھیڑ۔ بکری گائے بھینس اونٹ اوردنبہ پر آیا ہے۔ اوریہ ازواج ثمانیہ ہیں۔ جن کا زکر سورہ انعام میں ہے۔ بروئے قرآن وحدیث قربانی انھیں جانوروں سے مخصوص ہے۔ عہد نبوی ﷺ اور قرن سلف وخلف اہل اسلام میں بالاجماع تعامل انہی جانوروں کی قربانی پر چلا آیا ہے۔ اوریہی سنت ابراہیمی ہے۔) زادالمعاد جزاول ص 328 افضل رفی ہدیہ) میں ہے۔

یعنی حرم کی قربانیاں اورخانگی قربانیاں اورعقیقہ یہ سب ان چارپایئوں کے ساتھ مخصوص ہیں جوسورہ انعام میں مذکورہیں۔ نبی کریم ﷺ اورصحابہ کرام کے عہد میں ان جانوروں کے سوا کسی جانور کی قربانی ثابت نہیں ہے۔ درایہ تخزیج ہدایہ ص 326 میں ہے۔

یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے قربانی اُونٹ گائے بکری کے بغیر منقول نہیں ہے۔ ان کی قربانی جامع صحیح بخاری کی احادیث سے ثابت ہے۔ اوران کے علاوہ غیر جنس کے جانوروں کی قربانی صحیح بخاری یا کتب صحاح کی حدیثوں سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

لاتزبحواالامسنۃ الاان یعسر علیکم فتزبحوجذعۃ من الضان

یعنی دودانت جانور کے بغیر کسی کو زبح نہ کرواگر دودانت والامیسر نہ ہو <u>تواٹھ دس 1</u> ماہ کا میڈھا قربانی کردو۔

پس پرندے مرغ وغیرہ نہ مسنہ ہیں نہ جزع ہیں اس لیئے منع ہیں مرغ کی قربانی کا ثبوت نہ کسی نص قطعی الثبوت اور قطعی الاثبات سے نہیں اورنہ قرون ثلاثہ میں اس پر تعامل پایا گیا ہے۔ اس کو سنت قراردینا جہالت ہے۔ جس سے بچنا واجب ہے۔ کیونکہ سنت وہ کام ہے جس پر نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین رضوان اللہ عنہم اجمعین کا تعامل پایا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث

فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

سے ظاہر ہے۔ جن جانوروں کی قربانی شعائر اللہ میں شعار ہے وہ ازواج ثمانیہ ہیں جن کا زکر ہوچکا ہے۔ مرغ کی قربانی شعائر اللہ میں داخل نہیں نہ یہ ہدی میں ذبح ہوا اورنہ اضحیہ اورنہ عقیقہ میں یہ بعد رائے سے ایجاد کیا گیا ہے۔ کہ اس کی قربانی مشروع ہے۔ حالانکہ یہ

کا مصداق ہے۔ قرآن مجید میں حاجی کیلیئے جو

(کا حکم وارد ہے۔ اس کی تفسیر بھی اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ سے کی گئی ہے۔ (جامع البیان

مجوزین کا استدلال اور اس پر تنقید

جو مدعیان عمل بالحدیث مرغ کی قربانی کے مجوز ہیں۔ وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں تلخیص کے والہ سے حضرت ابوہریرہ کا اثر پش کرتے ہیں جس سے یہ دعوٰی ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اثر بے سند ہے۔ جو حجت نہیں ہے۔ تلخیص میں تو اس کا ابوہریرہ کی طرف نسبت کرنا ہی مخدوس ہے الفاظ اس کے یہ ہیں۔

وعن ابی ہرہرۃ انہ ضحی بذالک وفی نسختہ بدیک

(تلخیص الجبیر جلد 2 ص 384)

یعنی اس اثرابی ہریرہ کے الفاظ ضحی آ گے دو نسخے ہیں ایک میں بذالک اور دوسرے میں بدیک ہے۔ جس مشار الیہ لفظ۔ خیل ہے جو اس سے پہلے سہیلی کی ایک غیر معروف روایت میں وارد ہے۔ اگر دیک کا نسخہ درست ہے۔ تو اس میں مرغ کا زکر ہے۔ مگر یہ تصحیف ہوگا جو بذالک کا بدیک بن گیا۔ جب یہ شبہ پر گیا تو استدلال ساقط ہوا۔

اذا الاحتمال بطل الاستدلال

دوسرا ثبوت اسی اثر کا سبل السلام سے پش کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں عبارت یوں ہے۔

وماروي عن ابی ہریرۃ انہ ضحی بدیک

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے مرغ قربانی دیا سبل السلام کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے۔ صرف بلوغ المرام حدیث کی کتاب کی شرح ہے۔ جس کے شارح علامہ اسماعیل امیر ہیں انہوں نے یہ الفاظ تلخیص ہی سے غالباً نقل کیے ہیں۔ کیونکہ سوائے تلخیص کے کسی معتبر کتاب میں روایت نہیں پائی گئی۔ لہذا اس میں لفظ بدیک مخدوش ہے۔ پھر اگر اس لفظ کو بدیک ہی تسلیم کیا جائے تو بھی یہ اثر قبول نہیں کیونکہ بلا اسناد نقل کیا گیا ہے۔

<u>(۔ اٹھ دس ماہ کا میڈھا قول مرجوح ہے اور ایک سال کا میڈھا قول صحیح ہے۔ جیس کہ شروح حدیث میں ہے۔ (سعیدی 1</u>

یہ ضابطہ محدثین میں مسلم ہے کہ کوئی حدیث یا اثر صحابی بلا اسناد مقبول نہیں۔ اہل بدعت میں کئی آثار مشہور ہیں۔ اور بعض روایات کتب فقہ میں اور شروح اور حواشی میں بصیغہ مجہول لفظ روی سے منقول ہیں۔ جن کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس لئے وہ قابل التفات ہیں جو لوگ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کو حجت سمجھتے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اس کی اسناد پش کریں۔ دونہ خرط التقات نہیں جب سند پش ہوگی تو پھر غور کیا جائے گا۔ کہ وہ صحیح ہے۔ یا ضعیف ہے۔ اسی طرح سہیلی کی روایت ناقابل اعتبار ہے۔ جو بغیر سند ہے لہذا امام رافعی کا یہ فرمان سولہ آنہ درست ہے۔

تلخیص بحوالہ مذکور۔ یعنی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے اونٹ۔ گائے۔ بکری کے بغیر کسی جانور کی قربانی ثابت نہیں۔

پس یہ کہہ کر حافظ ابن حجر نے جو اس اجماع پر قابل نظر ہے جلد نمبر 10 ش نمبر 3 وہ ناکام رہا۔ اور یہ مضبوط قلعہ تعامل اجماعی کا بدستور قائم ہے یہی وجہ کہ درایہ میں حافظ نے اس قلعہ میں پناہ لیکر اتفاق کر لیا ہے۔ کما تقدم اکر بالغرض یہ اثر درست ہو تو حجت نہیں کیونکہ اثر ہے۔ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ قرآن و حدیث میں بہیمۃ الانعام کی قربانی وارد ہے۔ مرغ کا قربانی یا عقیقہ میں ذبح کرنا ثابت نہیں۔ اول اثر ہے۔۔۔ دوم بلا سند ہے۔۔۔ سوم کسی مستند کتاب میں صحیح الفاظ سے ثابت نہیں۔۔۔ تو پھر یہ قابل استدلال کس طرح ہوسکتا ہے۔ اور اس پر سنیۃ کا دارومدار کس طرح رکھا جاسکتا ہے۔؟

دوسری دلیل

(محلی ابن حزم سے یہ منقول ہے کہ (محلی جلد 7 ص 358

یعنی بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں مرغ قربانی کردوں تو کوئی پروا نہیں اور اگر قربانی کے جانور کی قیمت لے کر کسی مفلس تنگ دست پر صدقہ کردوں تو یہ مجھے قربانی زبح کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

دوسری دلیل پر جرح

یہ قول بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مثبت دعویٰ نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں نہ تو مرغ قربانی میں زبح کرنے کا زکر ہے۔ اور نہ حکم ہے کہ مرغ قربانی کردو۔ بلکہ اس میں لفظ لو کے ساتھ کلام کی گئی ہے۔ جس کو تمنا کے معنی میں استعال کیا گیا ہے۔ تمنا کے معنی میں لو کا ستعمال آجاتا ہے جس سے تمنا کا مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ فعل تمنا زکر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس۔ مقصد حضرت بلال کا قربانی کا عدم وجوب ظاہر کرنا ہے۔ کہ قربانی معروف محض تطوع ہے فرض نہیں اگر مرغ قربانی کردیتا تو پروانہ تھی۔ اور قیمت قربانی کی صدقہ کردیتا تو کیا پرواہ تھی۔ یہ بھی اچھا ہوتا۔ چنانچہ اس پر حضرت بلال کا آخری کلام دلالت کر رہا ہے۔

حضرت ابن عباس کا اثر

اور حضرت ابن عباس کا یہ اثر دال ہے۔ کہ

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کو دو درہم دیئے کہ ان کے ساتھ گوشت بازار سے خرید لاؤ اور جو شخص تم کو ملے اس کو یہ کہہ دو کہ یہ ابن عباس کی قربانی ہے۔

اس کا مطلب بھی یہی ہے ۔ کہ قربانی معروف فرض نہیں تطوع ہے ۔ عید کے دنگوزت خرید کرنا اوراس کو صدقہ کر دینا ثواب ہے جیسے کوئی تنگ دست حجامت بنوالے اور عید کے بعد حجامت بنوائے تو قربانی کا ثواب ہے ۔ لیکن اصل قربانی نہیں ہے ۔ یہ ایسے ہے جیسے کہا جائے ماں باپ کی طرف دیکھناحج کرنا یہ اصل حج نہیں ہے ۔ بالو شرطیہ ہے یہ جب ماضی داخل ہوتا ہے ۔ تو تعلیق فی الماضی کےلئے آتا ہے ۔ جہاں صرف جزاء کے وجود کوپختہ کرنا مقصود ہے خواہ ۔ شرط موجود ہویا مفقود ہو تو یہاں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قربانی سے لاپراوائی ظاہر کرنا ہے کہ یہ فرض نہیں ہے ۔ اگر میں مرغ قربانی میں زبح کر دیتا یا اس قربانی کی قیمت ہی کسی غریب کو دے دیتا تو کوئی مضائقہ نہ ہوتا یہ تعلیق ہے جس پر نہ عمل ملال نے کیا اور نہ کسی اور نے کیا جیسے حدیث میں ہے کہ

تصدقوا ولو بظلف محرق

یعنی صدقہ دو اگرچہ جلاہوا پایہ بکری ہو۔ الغرض ماکنت اُبالی کہہ کر مرغ قربانی کرنے اور قیمت قربانی دینے کو یکساں بنانے کی تمنا ظاہر کی ہے ۔ جیسے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

ما ابالی شربت الخمر او عبدت ہذہ الساریۃ دون اللہ

یعنی میں پروا نہیں کرتا کہ شراب نوش کروں یا اس ستون کی پوجا کروں یکساں گناہ ہے ۔ اس سے گناہ میں یکساں ظاہر کرنا ہے ۔ نہ کہ اصل حکم کہ ایک فسق ہے اور دوم شرک ہے ۔ مقصد دونوں سے بچنا ہے اسی طرح حضرت بلال کا مطلب نہ مرغ کو قربانی کرنا ہے اور نہ قیمت دینا ہے اس سے اصل مقصد قربانی کی فرضیت سے انکار ہے ۔ اگر اس سے تعلیق فی الماضی سے سنیت کا حکم ثابت کیاجئے تو قربانی نہ کرنا اور اکی قیمت دینا بھی مسنون اور مشروع ہوگا اور گوشت خرید کر دینا بھی سنت ہوگا ۔ جس سے ملحدین کی بات صحیح ثابت ہوگی ۔ جو کہتے ہیں کہ قربانیاں نہ کرو اہراق دم ضروری نہیں قیمتیں صدقہ کردو کہ مہاجرین بہت حاجت مند ہیں ۔

چڑیا کی قربانی

نیز عقیقہ میں چڑیا کرنا بھی جائز ہوگا ۔ کیونکہ موطا امام مالک باب استحباب عقیقہ میں ہے ۔ کہ ابراہیم بن حارث تیمی نے کہا ۔

مستحب العقیقۃ ولو بعصفور

یعنی عقیقہ مستحب ہے ۔ اگرچہ چڑیا زبح کردو ۔ تو کیا چڑیا بھی عقیقہ یا قربانی میں زبح کی جا سکتی ہے ۔ ؟

آخری دلیل

ایک دلیل فضیلت جمعہ میں حدیث ساعات پیش کرتے ہیں ۔ کہ اس میں

کانما قرب دجاجۃ

وارد ہے کہ جو چہارم ساعت میں آئے اس کو مرغی قربانی دینے کا ثواب ہے ۔ اس حدیث میں مرغی قربانی دینے کا مطلب مرغی صدقہ کرنے کا ہے ۔ نیل الاوطار میں ہے ۔

اي تصدق بہا

کہ اس کو صدقہ کیا اگر قربانی مشہور مراد ہے تو پھر بکروں بھیڑوں کی جگہ انڈے قربانی ہونے لگیں گے ۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ ہے کہ

فکانما قرب بیضۃ

پانچویں ساعت میں انڈا قربانی کرنے کا ثواب پائے گا ۔ مرغ کی قربانی ثابت نہیں ۔ اور نہ اس پر سلف کا تعامل ثابت ہے ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن حزم گو بہت بڑے عالم ہیں ۔ مگر ان کی کوئی بھی بات نصوص قطعیہ کے خلاف اجماع کے خلاف مانی نہیں جا سکتی ان عاملین بالرائے کو جان لینا چاہیے کہ علامہ ابن حزم نے قریش کی ثابت کر کے غیر قریش کی امارت کو باطل قرار دیا ۔ اگر اس کو ہم نے مان لیا تو پھر مرغی والوں کی عمارت کا کارخانہ ہی منہدم ہوجائے گا ۔ اسی طرح ابن حزم نے مدرک رکوع کو رکعات کے اعادہ کا وجوباً ورنہ نماز باطل ہے ۔ یہ بھی ماننی ہوگی اگر نہیں تو قربانی مرغ میں ان کی بے دلیل بات کیسے مانی جا سکتی ہے ۔ ؟

(اور آجکل موسیقی کے جواز میں ابن حزم کو بڑے شدومد سے عیاش اور بے دین لوگ پیش کررہے ہیں ۔ کیا یہ حضرات موسیقی کے جواز کا بھی فتویٰ دے دیں گے ۔ ؟ (الاعتصام جلد10 ش20

ھٰذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد13 ص74-80